الْخَلْقِ بَصْطَةً فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ
وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا
تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ قَالَ
قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ
اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ
اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا
اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝
(۶۵-۷) اعراف

تم کو زیادہ دیا پس خدا کے کرشموں کو یاد کرو تاکہ فلاح یاب ہو۔ انہوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس اس غرض سے آئے ہو کہ ہم ایک خدا کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں انہیں ہم چھوڑ دیں پس اگر تم سچے ہو جس چیز سے ہیں دھمکاتے ہو لاؤ۔ ہود نے کہا تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہوا ہی چاہتا ہے، کیا تم لوگ مجھ سے ایسے من گھڑت بتوں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کی الوہیت پر خدا نے کوئی دلیل بھی نازل نہیں فرمائی۔ پس انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

مذکورۂ بالا آیات میں غور کرنے سے نصح و خیر اندیشی کے علاوہ انبیا علیہم السلام کی اور امتیازی خصوصیات بھی روشن ہوتی ہیں۔

(۱) ایک صاحب بصیرت کو سب سے پہلے پیغمبر اور دنیوی بادشاہ میں فرق نظر آئیگا وہ اس طرح کہ پیغمبر تو بعثت کے ساتھ ہی اپنی قوم کو غیر اللہ کی غلامی سے نجات دلانے کی انتھک کوشش کرتا ہے، اس راہ میں موانع اس کے سامنے پہاڑ بن کر ڈراتے اور سہماتے ہیں مگر وہ ان کا انتہائی ثبات اور کوہ ہمتی سے مقابلہ کرتا ہے، اغراض پرست اس کی مخالفت پر کمر باندھتے طرح طرح سے اس کے خلاف مظاہرے کرتے ہیں مگر وہ اپنے نصب العین کی کامیابی کے لیے رات دن ایک کر دیتا ہے۔ بالآخر کامیابی کا سہرا اُسی کے سر ہوتا ہے۔ یا یہ کہ اس کے مخالفین شقاوت و سرکشی کی بدولت صفحۂ ہستی سے مٹا دیے جاتے ہیں اس کے برعکس ایک دنیاوی بادشاہ کی زندگی کا مقصود لوگوں کو غلام بنانا اور اپنا اُلّو سیدھا کرنا ہوتا ہے اس کی شریعت سب سے الگ تھلگ اس کی غرض ہوتی ہے، وہ اپنی غرض پوری کرنے کے لیے خون کی

ندیاں بہانا جائز سمجھتا ہے، آج مہذب یورپ کیا کر رہا ہے۔

(۲) پیغمبر کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ خاک پا سے بھی زیادہ خاکسار ہوتا ہے، انکسار وعجز کا جو اثر اس کے ظاہری جسم پر ہوتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر اس کا قلب منفعل ہوتا ہے، اسی بنار پر وہ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے خدا کا ایک قاصد و فرستادہ کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔

(۳) پیغمبر کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ بہت ہی متحمل ہوا کرتا ہے ڈھیلے کا جواب پتھر سے نہیں دیا کرتا بلکہ لطف و پیار اس کی سب سے زبردست سپر ہوتی ہے، جملہ انبیاءؑ کی سیرت کا یہ نہایت روشن باب ہے۔

(۴) پیغمبر کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ جب اس کی قوم اپنی ناسمجھی کی بنار پر معجزہ معجزہ کی رٹ لگاتی ہے تو محض اس توقع پر کہ ممکن ہے لوگ ٹھیک ہو جائیں معجزہ دکھانے میں زیادہ سے زیادہ تاخیر کرتا ہے، اس میں بھی اس کی اپنی قوم کے ساتھ انتہائی شفقت کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے

ہم نے قرآنِ پاک سے بطور مثال کے حضرت ہودؑ کی اپنی قوم کے ساتھ "خیراندیشی" کا حال پیش کیا ہے تاکہ اسی آئینہ میں اور پیغمبروں کی سیرتوں کو بھی مشاہدہ کر لیا جائے، ورنہ یہ وصف تو ایسا ہی جس میں اس جماعت قدسی کا ہر فرد برابر کا شریک ہے۔

نصح کی اہمیت حدیث میں حدیث شریف میں اس وصف کے اختیار کرنے پر بڑا زور دیا گیا ہے، ذیل کی حدیث اس باب میں حجت قاطعہ ہے:-

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۹)	جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر نماز کے اہتمام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کی بیعت کی

یہی نہیں بلکہ بعض حدیثوں سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بغیر اس وصف کے ایمان درجہ کمال تک

پہنچتا ہی نہیں۔ ملاحظہ ہو۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (بخاری جلد ا صفحہ ۸)

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی شخص پر واقعی معنی میں مومن کا اطلاق نہیں ہو سکتا تا آنکہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے :-

مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ إِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰى

مسلمانوں کی شیرازہ بندی ایسی ہو جیسے ایک جسم اور اُس کے مختلف اعضاء، ایک عضو میں درد ہوتا ہی تو سارا جسم محسوس کرتا ہی اور اُسکی بےچینی میں اسی طرح حصّہ لیتا ہی جیسے خود اسکے اندر درد ہو رہا ہو۔

ان دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ ایمان کی تکمیل اُسی وقت ہوتی ہے جب انسان دوسروں کے لیے بھی ویسا ہی خیر اندیش ہو جیسا کہ خود اپنے لیے ہے، ورنہ اس پر لفظ مومن کا اطلاق ویسے ہی ہوگا، جیسے اندھے کو آپ بینا کہیں یا سمجھنے لگیں۔

اوپر کی سطروں میں نصح کی بابت انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ کرام کی مقدس سیرتوں کا جو خاکہ پیش کیا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے، مبالغہ کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ قرن اوّل کے مسلمانوں کی شیرازہ بندی اسی مقدس تعلیم کے ذریعہ ہوئی تھی اور اسی کے ذریعہ اُنہوں نے ایسا عروج حاصل کیا تھا جس کے دیکھنے کے لیے ہماری نظریں مشتاق ہیں اور پھر اسی کی روحانیت پیدا کر کے ترقی کر سکتے ہیں۔

کیا مسلمانوں کی کوئی جماعت ہماری آواز پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہے؟

"سِمطُ اللآلی" پر تنقید کا جواب

از مولانا عبدالعزیز المیمنی صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

(۴)

(۱۵) مجھے بلاقیمت ہدیۃً کیوں نہیں بھیجی؟ اور میرے جمہرہ نہ دینے کا کیوں بدلہ لیا؟ (۱۶) چونکہ میں بدقت تمام اُس کے خریدنے (تا امروز ہتھیانے) کے قابل ہوا، اس لیے تمہاری تغلیط ضروری ہے۔ (۱۷) ضرور ہے کہ ان تنبیہات پر تم دب جاؤ ورنہ اور ہواخیزی کی جائیگی۔ (۱۸) سُنا ہے تم کہتے ہو کہ ابن حجر نے "اصابہ" میں اغلاط کیے ہیں، اور کہ "فتح الباری" مغلطائی کی شرح سے ماخوذ ہے۔ وما ینبغی لك هذا والّا فالمتاخر سارق ومغیر علی المتقدم وانت لا تعرف مغلطای وانا اعرفه جیّدًا۔ کیونکہ وہ جناب کے تایا جان تھے۔ خود مانتے ہیں کہ متاخر سارق ہوتا ہے مگر اوروں کو ایسا کہنے کی اجازت نہیں دیتے (۱۹) تمہارے پاس کتب انساب ورجال نہیں یعنی کہ جمهرة النسب جو مولوی شجاعت علی رامپوری سے آپ نے اینٹھ لی تھی اور جس پر وہ مدة العمر نالاں رہے اور الکمال۔ (۲۰) کتبنا حتی تتیقّن ان هناك رجالا یقدرون الاشیاء حق قدرها وان الارض لم تخل من قائم بحجة وبرهان حالانکہ اگر آپ شیعوں کے قائم منتظر تھے تو ہمیں کیا؟ (۲۱) مُدیر کُتب خانۂ آصفیہ نے مجھ سے یہ کیوں کہا؟ کہ تم میمن کے شاگرد ہو۔ (۲۲) ... یار جنگ نے تمہاری واپسی کے بعد مجھے یہ کیوں لکھا کہ میمن کی طرح کوئی تعمیری کارنامہ کرو۔ (۲۳) وائس چانسلر علی گڈھ نے مجھے ایسا جواب کیوں دیا کہ یہاں کوئی اسامی خالی نہیں (۲۴) میرے (صحیح کرینکو کے) جمہرہ کے حوالے کیوں نہیں دیا کرتے۔ (۲۵) مجھ سے مدد کیوں نہیں لیا کرتے وغیرہ وغیرہ وغیرہ:-

وجاهل مدّه فی جهله ضحکی حتی أتته ید فرّاسة وفمُ

....

وکیف لا یُحسد امرؤ عَلَمٌ له علی کل هامة قدم

(ط) قالی یا بکری کی بہت سی خامیاں مجھے ہنوز معلوم نہ ہوسکیں تو: صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے! یہ بات کہ میں پشاور سے آپ سے پوچھتا تھا اور آپ نہ پوچھتے تھے: ۔تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو۔ آپ کو تو شرح بی اے کورس میں بیاض چھوٹنے کا اقرار ہے، بہت خوب! تو جب آپ اُس میں میرے کچھ کام نہ آئے، تو لآلی

میں جو انتہا درجہ نادر ہے آپ سے کیا اُمید ہوسکتی تھی؟ کہ ضعف الطالب والمطلوب۔

هوّن علی بصرِ ما شق منظره فانما یقظات العین کالحُلُم

ناظرین میں ذاتیات سے ہمیشہ دور رہا ہوں، مگر یہ مضمون تو ایسا نہیں ہے، جواب دینا ضرور ہے ہیں نے ہی جناب کو بوقت ورود سورت تقریباً سنہ ۱۹۰۰ء میں طلب علم پر آمادہ کیا تھا، ورنہ جناب آج کل کاشتکاری یا دکانداری کر رہے ہوتے :-

فلولا بنو مروان کان ابنُ یوسف کما کان عبدا من عبید ایاد

(ی) اعلیٰ درجہ کی کتابوں کا حوالہ دیا ہے یا کیا؟ اس کا اندازہ تو شروع کی طول طویل فہرست المآخذ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ شاید ہی کسی کتاب کے مؤلف نے اتنی کتابیں پیش نظر رکھی ہوں۔ غالباً جھوٹ لکھتے وقت آپ کچھ حیاء سے کام لینے کے عادی نہیں معلوم ہوتے؟ ورنہ وقاحت کے ساتھ یہ جرأت قیامت، قیامت لیجیے جمہرہ کے چند حوالے ۵۵ و ۱۲۱ و ۱۲۳ و ۱۶۹ و ۱۷۳ و ۲۰۱ و ۲۵۴ و ۳۱۶ و ۳۲۱ و ۳۴۷ و ۳۵۲ و ۳۶۰ و ۳۷۰ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۹ و ۴۳۳ و ۴۳۶ و ۴۸۰ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۵۸۳ و ۶۵۳ و ۶۸۴ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۳۲ و ۷۴۸ و ۷۵۲ و ۷۷۱ و ۷۷۸ و ۸۲۸ و ۸۳۱ و ۸۶۲ و ۸۸۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۳۰ و ۹۳۹ و ۹۴۴ و ۹۵۹ و ۲۲ و ۷۷ رہے ابن السکیت سو اُن کی القلب کے چند حوالے یہ ہیں ۳۴۵ و ۳۹۱ و ۴۴۷ و ۶۵۶ و ۶۸۱ و ۶۸۵ و ۷۰۳ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۲۲ و ۷۳۱ و ۷۳۱ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۴۳ و ۷۳۸ و ۷۴۰ و ۷۷۱ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۸۰۱ اور ابن السکیت کے شاہکار "الالفاظ" کے لیجیے :-

۴۱ و ۵۲ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۵ و ۸۲ و ۹۳ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۹ و ۱۱۷ و ۱۵۱ و ۱۶۹ و ۱۷۳ و ۱۸۴ و ۱۹۱ و ۲:۳ و ۲۲۱ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۹ و ۲۳۱ و ۲۳۱ و ۲۵۵ و ۲۸۴ و ۲۸۵ ۲۸۵ و ۲۸۹ و ۲۹۳ و ۳۰۲ و ۳۰۸ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۲۳ و ۳۵۲ و ۳۵۸ و ۳۶۴ و ۳۷۰ و ۳۹۱ و ۳۹۳ و ۳۹۶ و ۴۲۸ و ۴۳۱ و ۴۳۴ و ۴۳۴ و ۴۳۷ و ۴۳۷ و ۴۶۰ و ۴۹۱ و ۵۰۴ و ۵۳۳ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۸ و ۵۴۸ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۶ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۶ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۸۲ و ۶۰۰ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۱ و ۶۳۶ و ۶۴۷ و ۶۶۴ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۲ و ۶۸۲ و ۶۹۴ و ۷۰۰ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۲۵ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۲ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۵۲ و ۷۷۶ و ۷۸۸ و ۷۹۷ و ۸۱۲ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۸ و ۸۲۰ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۴۱ و ۸۴۱ و ۸۵۰ و

(۱) محمد بن یوسف السورتی او الحجاج۔